

Posted on Kitab Nagri

www.kitabnagri.com



کتاب نگری



www.kitabnagri.com

کتاب نگری

www.kitabnagri.com

کتاب نگری اسپیشل

Posted on Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

[Fb/Page/Social Media Digest](#)

[Fb/Pg/Kitab Nagri](#)

samiyach02@gmail.com

[whatsapp _ 0335 7500595](https://www.whatsapp.com/channel/0029va3357500595)

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی
کرنے سے گریز کیا جائے۔

Posted on Kitab Nagri

جذوہ کا آمن

تحریر: ایس مروہ مرزا

2۔ دوسری قسط

رات کا سیاہ تاریک سایہ، دور دور سے آتی زمینی اور خلائی کیڑے مکوڑوں کی آوازیں اس دل دہلا دینے والی خاموشی میں ملیں تو ایک نسوانی چیخ ابھری۔

پھر ان فلک شگاف آہوں اور سسکیوں کی آوازیں اس دل چیرتی خاموشی میں پھٹ کر پھیلیں۔

www.kitabnagri.com

دو تین لوگوں کے ہیولے دیکھائی دے رہے تھے۔

وہ آدمی زمین پر گرے نسوانی وجود پر گن تانے کھڑا تھا اور وہ یوں تھا جیسے اس میں جینے کی تاب نہ تھی۔

کچھ دور ایک اور بے جان آدمی کا وجود دیکھی مٹی اور چھوٹی گھاس کے پاس پڑا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

وہ آدمی لڑکھڑا کر وہ بندوق کی ساری گولیاں اس سے پہلے کہ اس نسوانی وجود میں گھساتا ایک پتھر اسکے سر پر لگا اور خون کی ایک لکیر اس کھڑے آدمی کے ماتھے سے پھوٹی اور اس نے غضبناک اور وہشتناک ہو کر ماتھے پر بے اختیار ہاتھ رکھا اور بندوق سامنے تانی۔

وہاں ایک نو دس سالانچے کا ہیولا تھا۔

"میں تمہیں مار دوں گا" وہ بچہ اپنی بھیگی خلق سے نکلی لرزی آواز سے چلایا اور اپنے ہاتھوں میں اٹھائے سارے پتھر باری باری اس بندوق والے کو مارنے لگا مگر پھر ایک ہیجان انگیز چیخ ابھری۔

اس بے رحم نے اس بچے کے سینے میں گولی ماری اور وہ وہیں درد سے کراہتا ہوا زمین پر گرا۔

یکے بعد دیگرے دو گارڈز کے ہیولے آئے جنہوں نے اس درندے کو گھسیٹ کر گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ اپنے چہرے پر ابلتے خون پر ہاتھ پھیرتا مڑ کر ایک بار پھر گولی چلا چکا تھا اور اب کہ بار وہ نسوانی وجود رہی سہی زندگی سے بھی محروم ہو گیا۔

یک دم چھناکے کی آواز آئی اور ایک ہولناکی پھٹ کر پھیلی۔

پورے کمرے میں حسب معمول آج بھی اس کی دھاڑ پر درو دیوار لرز اٹھے، حکمت مبین پاشا خوف اور کپکپی کے مارے بے اختیار اٹھ بیٹھا۔

اسکا پورا جسم لرز رہا تھا، اسکی آنکھیں لیمپ کی روشنی میں بھی سرخ شعلہ تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

ساتھ سوئی لاریب بھی ایک مدت کی عادت کی طرح اس شخص کے یوں خواب سے ڈر جانے پر پریشانی سے اٹھ بیٹھی۔

ساتھ رکھا اپنا لیمپ بھی جلایا اور جگ سے فوراً گلاس میں پانی انڈیل کر حکمت مبین کی طرف بڑھایا جو کپکپاتا ہوا بمشکل سانس لے رہا تھا۔

"بس بس کام ڈاون، کتنی بار کہا ہے یہ خوف کی دوا کھانا مت بھولا کرو۔ مگر تم ہو کہ۔۔۔ لوپانی پیو" یہ ایک عالیشان بیڈروم تھا، نفیس آرائش، پرسکون کرتی آب و ہوا، ہر چیز یوں اعلیٰ جیسے وہ کسی رئیسانہ بنگلے کا کوئی کمرہ تھا۔

لا ریب نے اس پہاڑ جیسے مگر خوف سے زخمی ہوئے شوہر کو ریلکس کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پانی کا گلاس اسکی سمت بڑھایا جو وہ اپنے کانپتے ہاتھوں سے پکڑ کر فوری ہونٹوں سے لگا گیا تھا۔

"یہ خواب آج بہت دن بعد میری جان نکالنے آیا ہے لاریب، میرا دل بند ہو رہا ہے۔ یہ جان نکلنے کا سلسلہ آخر میری جان کب لے گا، آہ یہ موت کیوں نہیں آتی" کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ سڈنی کا سب سے بڑا بزنس مین، کئی ملکوں کے ساتھ ڈیلنگ کرنے والا ناقابل شکست ساحمت مبینا اشارات کی تاریکیوں میں یوں تنکا تنکا ٹوٹ کر منتشر بھی ہو جاتا ہے۔

جو گناہ وہ درندہ ماضی کی ایک رات میں کر چکا تھا اس کا سایہ پچھلے کئی سالوں سے اس شخص کو زرا زرا موت دے رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

اب تولاریب بھی اس شخص کی آئے دن بڑھتی تکلیف سے نڈھال تھی۔

حکمت مبین پاشا کی دوسری بیوی لاریب اور جذوہ کی سٹیپ مدر تھی۔

حکمت کا جذوہ کے علاوہ ایک پندرہ سالہ بیٹا عالم مبین پاشا تھا جو اپنی تعلیم کے لیے پچھلے ہی سال امریکہ گیا تھا۔

مبین کی پہلی بیوی یسری مبین نے ایک ہی بیٹی جذوہ تھی جبکہ یسری اس دنیا فانی سے کوچ کر چکی تھی۔

وہ وہاں پاکستان میں جہاں آرا یعنی اپنی دادی کے ساتھ رہتی تھی۔

حکمت مبین پاشا پچھلے کئی سالوں سے یہیں مقیم تھا اور یہیں آکر اس نے لاریب نامی غیر ملکی سے شادی کی تھی جو نکاح کے وقت مسلمان ہو گئی تھی۔

وہ یہاں کی ایک سوشل این جیو کی ہیڈ تھی۔

"خواب تو خواب ہوتے ہیں میری جان، جسٹ لیو دس۔ یہ لو میڈسن لو اور اپنے دماغ سے یہ سب نکال دو" ابھی اس درندے کی حقیقت کوئی نہیں جانتا تھا اور نہ پانی میں یہ شخص ایک ہی بار زہر کا مستحق تھا۔

وہ اب اس سٹیج پر تھا کہ موت بھی مانگنے سے نہیں ملتی تھی۔ بیس سال پہلے کھیلا جانے والا وہ خونی کھیل اب اس شخص سے اس کا خراج مانگتا تھا، بے اختیار حکمت نے اپنا ہاتھ اپنے سینے کو پھاڑ کر نکلتے دل پر رکھ کر سہلایا اور بنا میڈیسن لیے ہی جھٹ سے بستر پر سلگتا ہوا گر پڑا۔

Posted on Kitab Nagri

لاریب نے ایک تلخ نظر اس ضدی شخص پر ڈالی اور بے بسی سے میڈیسن اور پانی کا گلاس رکھتی خود بھی دوبارہ سونے کو لیٹ گئی۔

"یا اللہ مجھے معاف کر دے، مجھے اٹھالے۔ اس کچرے کے امبار کو دفن ہونے کی ضرورت ہے ورنہ قیامت آئے گی۔ جانتا ہوں بہت دنوں بعد اس حقیقت کا میرے سامنے آنا میری ایک اور بربادی کا اشارہ ہے مگر خدا را وہ بربادی جذوہ پر نہ آنے دیں" آج ناجانے کیوں وہ جذوہ کو حد درجہ یاد کر رہا تھا، سینہ تھا کہ آگ اور شعلوں سے زیادہ جلن سے دہک رہا تھا۔

سچ ہے کہ کسی کو زندہ درگور کرنے والے خود بھی ایک دن زندہ لاش بن جاتے ہیں اور حکمت اسکا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔

دلخراشی اور اضطراب سے حکمت نے رخ پھیر کر لاریب کو دیکھا جو پھر سے مزے کے ساتھ سوچکی تھیں۔ اپنی تنہائی پر وہ شخص مزید کرب ناک ہوا تھا۔

دوسری طرف جذوہ ساری شام سے لے کر رات تک سوئی رہی۔ نوری نے اسے بہت جگایا مگر وہ اسے ابھی مزید تنہا رہنے کا کہہ کر بھیج چکی تھی۔ خود گل جان نے رات کو کئی بار اٹھ کر اپنی جذوہ کو دیکھا اور انکا دل خون کے آنسو رو تار رہا۔

☆☆☆☆☆☆

Posted on Kitab Nagri

صبح کا سویرا شاہ حویلی کی گھمبیر خاموشی میں مل کر مزید دہشت ناک ہوا تھا۔
کئی خان سامے لمبی حد نگاہ تک پھیلی ڈانگ ٹیبل پر صبح کا ناشتہ لگوا رہے تھے۔
یہاں کہ چند اصول تھے جن پر عمل کرنا گھر کے ہر فرد پر عائد تھا۔
کوئی امیر رئیس خالق شاہ کے بنائے اصولوں سے انحراف کا نہیں سوچ سکتا تھا۔
یہاں پر چڑیا بھی انہی کے حکم کی تابعداری بجالاتی تھی۔
یہاں کا ہر فیصلہ یہاں کے سربراہ خالق شاہ کا محتاج تھا۔

باباجان کے ناشتے کی میز پر آنے سے پہلے ہی وہ تینوں افراد وہاں براجمان تھے جو بابا کی آمد پر مودب اور عزت دیتے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔
www.kitabnagri.com

بھورے بوسکی کے سوٹ پر گرے کوٹ زیب تن کر کے انکا بھاری رعب دار وجود قابل ستائش حد تک پر کشش تھا۔ یقیناً وہ اپنی جوانی میں تشنہ حسن کے مالک رہے تھے اور یہی تشنگی انکے دونوں پوتوں میں تھی۔
البتہ پوتی پر وہ یوں بھی سب سے زیادہ مہربان اور نثار تھے۔ سفید بال، گردن تک آتے گھنی دھاڑی اور چال میں وافع ادا اور غرور لیے اپنے پیچھے دو خدمت گزاروں کو لاتے ہوئے وہ سب کے سامنے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

ایک طرف آٹھائیس سالہ امیر معاز شاہ اپنی مدھم دکشی کے سنگ بلیک اینڈ وائٹ تھری پیس میں اپنے ٹھہرے نقوش کے سنگ داداجان کا بڑھ کر ہاتھ چوم رہا تھا جس پر اس سراپے میں شفیق رنگ بھی مغرورانہ حد تک ابھرے تھے۔

نظریں سامنے اپنی حسین اور تیکھی سی عائلہ شاہ پر گئیں تو شہد سے میٹھی ہوئیں جو بنا تو قف داداجان کے سینے سے لپٹ کر صبح کا پیار لٹاتے ہنس دی تھی۔

ساتھ ہی کھڑی مہناز شاہ جو گھر کی چھوٹی بہو تو تھیں ہی البتہ خالق شاہ کے لیے بیٹی سے کم نہ تھیں۔

اتنے بڑے رقبے پر پھیلی اس حویلی کا اصل وارث اور اصل رنگ امیر آمن سکندر شاہ جو صرف بدلے کی بدولت گھر سے دور بس چکا تھا۔

داداجان کے دبنگ انداز میں کیے اشارے پر وہ سب ہی ناشتے کے لیے براجمان ہو چکے تھے۔

"دادوجان آخر کب تک ہم مزید انتظار کریں گے، بس بہت ہو گیا اب آپ آمن کو واپس بلا لیں" ناشتے کے شروع پر ہی عائلہ نے دل کے جذبات کو بنا قابو کیے لاڈ سے کہا جس پر جہاں اسکی ماں جان نے عائلہ کی بات میں ساتھ دیا وہیں معاز شاہ نے اچھٹی بے قرار نظر عائلہ پر ثبت کی اور سنجیدہ ہوا۔

سب اب بیک وقت داداجان کی طرف متوجہ تھے جو سر ہلائے کسی تباہ کن سوچ میں تھے۔

Posted on Kitab Nagri

"تین سال سے کی گئی محنت کو خاک کر دیں کیا، ویسے یہ وقت کافی تھا مگر پتا نہیں یہ لڑکا کیا چاہتا ہے۔ کوئی اسیری چاہتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی۔ تمہاری بات ہوئی کیا کہتا ہے وہ" خالق شاہ کا انداز دھیمے سے یک دم غصیل ہوا تو وہ ایک طرف بیٹھے خاموش سے بے چین تاثرات والے معاز سے مخاطب ہوئے۔

"لالہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں، اب وہ دن دور نہیں ہے لیکن دادو میں کچھ کہنا چاہتا ہوں" معاز اور آمن دونوں بھائی تھے جنکے ماں باپ حیات نہ تھے جبکہ خالق شاہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کچھ وقت پہلے وفات ہو گئی تھی اور عائکہ اور مہناز اسی بیٹے کی بیوی اور بیٹی تھیں۔

معاز کے دھیمے اور حسین سے حسن پر جھجک اور اختیاط کارنگ بھانپ کر وہ سب ہی چہرے پر ناگواری لا چکے تھے خاص کر عائکہ جیسے اس بندے کی مہربانی کچھ زیادہ ہی زہر لگتی تھی۔

"کہو بر خوردار" دادا کے ہر طرح چہرے پر اطمینان لائے اسے بات کہنے کا موقع دیا جس پر معاز کچھ زیادہ سنجیدہ ہوا۔

"آپ انکو مروادیں سیدھا سیدھا، مگر درندگی کے بدلے درندگی جیسا ظلم ٹھیک نہیں۔ میں جانتا ہوں وہ شخص سنسار کرنے کے قابل ہے لیکن اس کے جرم کی سزا لالہ اس معصوم کو دیں گے یہ کہاں کا انصاف ہے" معاز کے اندر کی رحم دلی یہاں ہر کوئی جانتا تھا تبھی وہ سب اسکی اس ناقابل برداشت بات کو با آسانی ہضم کر لیتے تھے۔

عائکہ نے بھی سپون پلیٹ پر غصے سے پٹنی جس پر معاز سمیت سب نے اس کی یہ بستمیزی ضبط کیے دیکھی۔

Posted on Kitab Nagri

"تمہیں کیوں ہمدردی ہوتی ہے ان لوگوں کے ساتھ، آمن جو کر رہا ہے بالکل ٹھیک کر رہا ہے۔ جیسا اسکے باپ نے اس گھر کی خوشیاں چھینی ویسے ہی آمن وہاں تباہی لائے گا" عائلہ کا پارہ بے حد ہائی تھا جس پر جہاں معاز سخت کوفت سے ماتھاتان چکا تھا وہیں مہناز اور خالق خاصے تشویش زدہ تھے۔

کچھ دیر خاموشی کا سلسلہ حسب روایت بڑھایا گیا اس دوران وہ سب بے دلی سے ناشتہ شروع کر چکے تھے مگر عائلہ مسلسل معاز کی ناپسند نظروں میں قید تھی۔

"تم دونوں اپنی یہ بحث ختم کر دو، آمن وہی کرے گا جو تین سال پہلے طے ہوا تھا۔ معاز تم اپنے دل کی یہ رحم دلی اس معاملے میں نکال کر پھینک دو، مجھے یہ بتاؤ کہ وہ یہ سب کب کرے گا۔ فون ملاؤ زرا میں پوچھتا ہوں کہ آخر وہ اس معاملے کو اب کیوں لٹکا رہا ہے" امیر رئیس خالق شاہ کے اٹل اور ختمی فیصلے کہ آگے جہاں عائلہ کی شیطانی آنکھیں مسکرائیں وہیں معاز بھی ہارے تاثر کے سنگ فرما برداری سے مجبور اکال کرنے کو فون نکال چکا تھا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆

Posted on Kitab Nagri

"سائیں آج آپ یونی نہیں جائیں گے کیا؟" سانول دھیمے انداز میں آمن کو ناشتہ سرو کرنے کے بعد اب چائے ڈال کر دے رہا تھا جب اس نے اپنے میٹھے فکر مند انداز میں پوچھا۔

اس وقت تک آمن نارملی یونی نکل جاتا تھا مگر آج وہ گھر ہی تھا۔

ڈارک براؤن ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤز پہنے چہرے پر الجھی داڑھی مونچھ اور نیند کا غبار آلود خمار ابھی تک درج تھا۔

جس رات وہ خود کو ٹارچر کرتے ہوئے خود میں زہر بھرتا تھا پھر اگلے دن اسکی طبیعت کسی سمت مائل ہونے کے قابل نہ رہتی تھی۔

کھر دراپن لیے آمن نے ایک بے زار نظر ناشتے پر ڈالی۔

"نہیں آج حویلی جاؤں گا، تم ایسا کرو میرا گرے سوٹ اور کالی واسکٹ نکال دو" آمن کے لہجے میں وافع تھکن تھی مگر اس سے پہلے کہ سانول حکم کی تعمیل کو اندر جاتا، لاونچ کے ٹیبل پر پڑا آمن کا فون بجا جس پر آمن نے اسے فون لانے کا اشارہ کیا اور ساتھ ساتھ چائے کا سیپ بھر کر باقی ناشتہ بے دلی کے ساتھ نظروں سے ہٹا دیا۔

"اسلام و علیکم چھوٹے سرکار" سانول کو آمن کی ہر کال اٹھانے کی اجازت تھی کیونکہ جسے بھی آمن سے بات کرنی ہوتی تھی وہ پہلے سانول سے ہی کال اٹھواتا تھا مگر دوسری طرف کہے جانے والے الفاظ پر سانول تیز قدموں کے سنگ تھکن زدہ آمن تک آیا اور فون اسکی سمت بڑھایا۔

Posted on Kitab Nagri

"وعلیکم السلام، سانول بھائی داداجان لالہ سے بات کریں گے "معاذ نے بہت تمیز دارانہ سنجیدگی کے سنگ کہہ کر فون داداجان کو تھمایا۔

"بڑے سائیں آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں "سانول نے مودب ہو کر فون آمن کو دیا جس پر ناچاہتے ہوئے بھی آمن نے چہرے کی تلخی زائل کی اور فون لیا۔

"تم بہرام کو میرے پاس بھیجو "آمن نے جاتے جاتے سانول کو کہا اور فون کان سے لگا کر کرسی گھسیٹتا اٹھ کر لاونچ کی طرف بڑھا، چال میں واقع خماری ابھی بھی تھی۔

"کیسے ہیں آغا جان "آمن کے چہرے کے ہر غیض و غضب پر ابھی بس سنجیدگی طاری تھی، دوسری طرف وہ اپنے پوتے کی آواز سن کر کچھ غرور اور غصے میں آچکے تھے۔

"کیسا ہو سکتا ہوں، مجھے تم سے ایسی سستی کی امید نہیں تھی کہ تم مجھے اس بدلے کے انجام کے لیے یوں ترساؤ گے۔ اب بس آمن، مجھے اب رزلٹ چاہیے۔ تین سالوں میں تم سے ایک لڑکی قابو نہیں ہوئی، کب آرہے ہو "امیر رئیس خالق شاہ کے لہجے میں شکایت اور برہمی تھی اور وہ یہ بات کہہ کر تھوڑی سرخی آمن کی آنکھوں میں بھی لاکھکے تھے جسکی مدہم صورت یک دم خونخوار بن کر شدید دل دہلا دیا کرتی تھی۔

بہرام مدہم سے قدم چلتا ہاتھ باندھے کچھ دور آکر کھڑا ہو چکا تھا۔

وہ شکل کا اچھا اور خوب رو تھا مگر یوں آمن کے بلانے پر وہ تھوڑا بے چین دیکھائی دے رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"اب آپکو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا، میں آتا ہوں پھر بات کرتے ہیں۔ مجھ سے زیادہ آپکے سینے میں درد ہے یہ جانتا ہوں، اس انتظار کی اذیت کا بخوبی اندازہ ہے آغا جان لیکن آمن سکندر شاہ کے بھی اپنے اصول ہیں۔ آپ بے فکر رہیں" آمن اپنی بات سے نہ مکر تا تھا نہ وہ کسی کو مکر نے دیتا تھا۔

دوسری طرف بھی گویا غضب پر سرد مہری نے وار کیا اور وہ اسے فوراً پہنچنے کا کہہ کا فون رکھ چکے تھے۔

وہاں ڈانٹ پر سب کے ہولناک تاثر ایک طرف جبکہ آمن سکندر کی آنکھوں کا ہنوز سرخ پن ایک طرف تباہی مچا رہا تھا۔

بہرام جو مودب ہو کر بت بنا کھڑا تھا، آمن کی یک دم مڑ کر پڑتی شعلہ باز آنکھوں سے بالکل ویسے گھبرا یا جیسے اسکی کوئی چوری پکڑی گئی تھی۔

آمن نے فون ہاتھ میں ہی پکڑے اپنے اور بہرام کے بیچ کا فاصلہ طے کیا اور عین اس کے قریب جا کر اس کے جھکے کندھے پر ہاتھ رکھے دھیمہ ترین ہوا۔

"وہ پچاس تصویریں کب اور کیسے یہاں سے نکلیں یہ سب جانتا ہوں میں، لیکن اب مزید یہ سلسلہ نہیں چاہتا" آمن کی دہشت اس بے جان ہوتے بہرام کو ورطہ حیرت میں ڈبو گئی اور وہ آمن کے منہ سے ایسی بات بہت نارمل طریقے سے سن کر کانپ کر باقاعدہ نم آنکھیں کیے اپنے ہاتھ جوڑ گیا۔

Posted on Kitab Nagri

"سائیں سائیں مجھے معاف کر دیں، اللہ کا واسطہ۔۔۔۔۔" آمن نے اسکی رونی شکل کے سامنے ہاتھ لہرا کر خاصا بے نیاز تاثر دیا اور اگلے ہی لمحے بہرام کی گردن آمن سکندر شاہ کے ہاتھوں میں تھی۔ زرا سی جنبیش پر وہ مسکین جان سے جاسکتا تھا۔

بہرام کو تو کبھی خواب میں بھی یہ علم نہ تھا کہ آمن سکندر شاہ یہ سب جانتا ہو گا کیونکہ وہ یہ کام بہت صفائی سے کرتا تھا۔ اور آمن نے بھی اسے یہ کام کرتے ہوئے پہلی بار ہی پکڑ لیا مگر چونکہ یہ بھی آمن کے بدلے میں مددگار پہلو تھا تبھی وہ یہ تین سال چپ چاپ اپنا کھیل کھلتا رہا تھا۔

"معاف کر دوں گا لیکن تمہیں میرے کچھ کام کرنے ہیں، میں آج حویلی جا رہا ہوں کل آ جاؤں گا۔ پھر بتاتا ہوں تمہیں تمہارا کام، تب تک اپنی یہ چونچ اور عورتوں جیسی شکایتی عادت کو لگام ڈال کر رکھنی ہے۔ کسی کو پتا نہ چلے کہ اس ساری کاروائی کا علم آمن سکندر شاہ کو ہو چکا ہے۔ ورنہ تم مجھے جانتے ہو بہرام میں جتنا راکھ ہوں اتنا بڑا شعلہ بھی ہوں۔ کیا نام ہے تمہاری اس محبوبہ کا۔۔۔۔۔ ہاں نوری، بچاری شادی سے پہلے تنہا ہو گئی تو مجھے پر سنلی دکھ ہو گا۔ امید ہے تم سمجھ گئے" آمن سکندر شاہ کے لہجے کی تپش نے بہرام کا سانس پل بھر کو سوکھا دیا اور وہ گڑ گڑاتی شکل بنائے ہاتھ جوڑ کر مسلسل اثبات میں سر ہلارہا تھا جس پر آمن نے حقارت سے اسکا گریبان جھٹک کر پیچھے دھکیلا۔

"مجھے معاف۔۔۔۔۔" بہرام کی لرزتی آواز میں لڑکھڑاتے ہوئے بھی بے بسی تھی مگر آمن سکندر شاہ کی خون آشام نگاہوں کا زواہ دیکھتے ہی وہ باقی لفظ اپنے حلق میں گھسائے نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

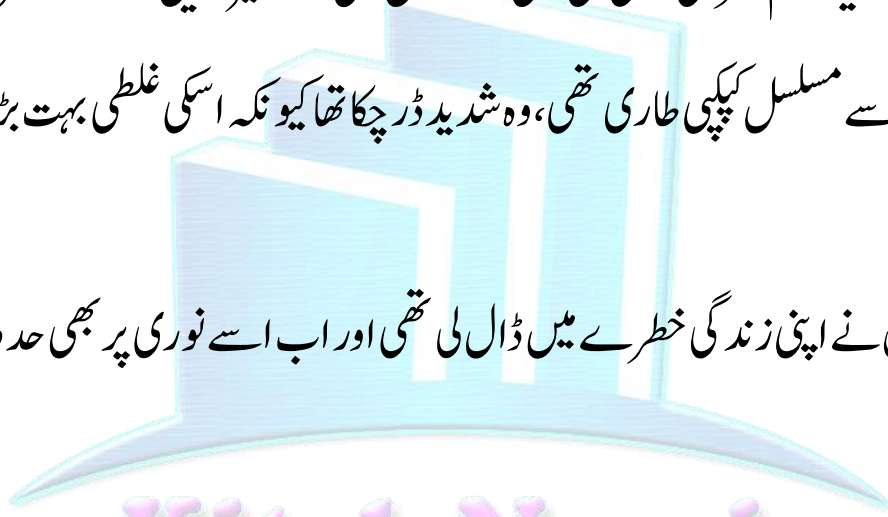
Posted on Kitab Nagri

آمن کے چہرے پر یک دم ہی تلخ اور دلخراش سارنگ ابھرا تو وہ چلتا ہوا کھڑکی تک آیا۔ سامنے لگے سفید نئے پودے کے پتے مرجھا رہے تھے۔

آمن اس آخری تحفے کو پانی نہ دے کر ہی مردہ کرنا چاہتا تھا ویسے ہی جیسے وہ کسی معصوم سے اسکی جان لینے والا تھا۔

دل کے اندر سلگتی آگ یک دم بھڑکتی ہوئی لگی تھی اور آمن اسی لمحے تیز ترین رفتار سے مڑ گیا تھا۔ بہرام کا تو یہ حال تھا اسے مسلسل کپکپی طاری تھی، وہ شدید ڈر چکا تھا کیونکہ اسکی غلطی بہت بڑی تھی اور وہ یہ سب جانتا تھا۔

نوری کے چکر میں اس نے اپنی زندگی خطرے میں ڈال لی تھی اور اب اسے نوری پر بھی حد درجہ غصہ تھا۔



Kitab Nagri ☆☆☆☆☆☆

www.kitabnagri.com

"تو اس بھلے شخص کا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتی جذوہ، کیوں اذیت دیتی ہے خود کو۔ اپنی حالت دیکھ، ایک ہی دن میں یوں لگتا ہے کسی نے جان نکال لی ہے" گل جان کی آنکھیں جذوہ کی مرجھائی صورت اور بے دلی سے ناشتہ کرتے انداز پر تلخ اور رنجیدہ تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

وہ جو کالی قمیص اور شلوار پر میرون ملل کا آنچل لیے آج بھی کھلے بالوں میں مدھم منصوعی حسن میں لپٹی ہوئی حد درجہ بوجھل تھی یوں انکی بات پر شاکی سے انداز میں دادی جان کو دیکھنے لگی۔

"گل جان، میں دوبارہ اسے جلدی نہیں دیکھوں گی لیکن کیا کروں وہ دیکھائی نہ دے تو میرے وجود کا دم خم یوں ٹوٹتا ہے جیسے کسی نشئی کونشہ نہ ملنے پر تکلیف ہوتی ہے۔ وہ میرے سامنے آتا ہے تو میں اپنے آپ میں نہیں رہتی، جانتی ہوں آپکو بہت دکھ دیتی ہوں لیکن کیا کروں مجھے خود پر کوئی اختیار نہیں" وہ آنکھیں نہ رو کر بھی روئی تھیں اور گل جان کا سینہ پھر سے جکڑ گیا تھا، یہ تکلیف بلا وجہ ہر گز نہ تھی۔

یہ تو آئے دن انکی معصوم سبز آنکھوں والی پری دیکھائی دیتی جذوہ پر کسی عذاب کی طرح اتری تھی۔
نوری جو ناشتہ لگا رہی تھی جذوہ کی اس بات پر وہ بھی روہانسی ہو گئی۔

"جذوہ پلیز مجھ بوڑھی میں جتنی سکت تھی وہ ختم ہو گئی ہے۔ تُو مجھے اجازت دے میں تیری شادی کر دوں" گل جان کی التجاء میں لپٹی تاسف زدہ گزارش پر جذوہ نے بھری آنکھوں سے تکلیف کی حد لیے دیکھا جیسے کچھ غلط سن لیا ہو۔

www.kitabnagri.com

خود نوری بھی حیرت میں تھی کہ گل جان ایسا کیسے کہہ گئی ہیں۔

"خدا ار گل جان، مجھ پر یہ بے رحمی مت کیجئے گا۔ جذوہ کا دل، وجود، جان، یہ روح یہ سانس صرف آمن کے نام ہے۔ میں ساری زندگی اس شخص کا انتظار قبول کر لوں گی مگر نہیں مجھ پر رحم کریں آپ جانتی ہیں یہ بات تک میری جان لے جاتی ہے پھر میں اس بارے میں سوچ کر زندہ نہیں رہ پاؤں گی" جذوہ کے رخسار اس ظالم التجاء پر

Posted on Kitab Nagri

سرخ ہوئے اور وہ آنکھیں سبز سے سرخ رنگ ملا کر شدید کرب ناک ہوئیں تو گل جان بھی بے آس سی ہو کر رخ پھیر گئیں۔

"وہ آدمی کسی طرح تیرے قابل نہیں ہے جدوہ، وہ شراب پیتا ہے، سموکنگ کرتا ہے۔ نہ اسکا دین نہ دنیا، اکیلا ہے کون جانتا ہے کہ کس خاندان سے ہے۔ نام کا شاہ بنا پھرتا ہے لیکن اسکے کام اسکی ذات پر دھبہ ہیں۔ اور وہ سب سے بڑھ کر انسانی شکلیں، عورتوں کی تصویریں اور ناجانے کیا کیا خرافات بناتا ہے۔ دوسرا وہ مشہور زمانہ مصور تھے کیوں پوچھے گا جدوہ۔ جس کے لیے نئی نئی عورت اور اسکے وجود تک رسائی بہت سہل اور آسان ہے وہ نکاح جیسے مقدس رشتے میں بندھنے کی غلطی کیوں کرے گا۔ جس کے منہ سے حرام لگ جائے وہ حلال کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا کرتا۔ میں تو سوچ کر ہی کرخت محسوس کرتی ہوں کہ وہ ہمارے گھر کے ساتھ آباد ہے۔ میرا بس چلے تو تھے اس شخص کے سائے سے دور لے جاؤں "گل جان کا بس چلتا تو دنیا جہاں کا سارا زہر آمن شاہ پر انڈھیل دیتیں، جدوہ کا دل پھٹ کر ٹکڑے ہو گیا تھا۔

وہ جہاں آرا کی ان باتوں سے سخت درد میں لپٹ چکی تھی مگر وہ تو جدوہ کی تکلیف سے پتھر بن کر بے نیاز ہوتے بولتی چلی گئی تھیں۔

"آپ نے اسے جو کہنا اور سمجھنا ہوتا ہے اسکا اظہار میرے سامنے مت کیا کریں، مجھے بس اتنا پتا ہے کہ اسے اور مجھے پیدا کرنے والا اللہ ایک ہے۔ وہ جیسا بھی ہے مگر اسکو میرے دل میں ڈالنے والا اللہ ہے۔ ہم کون ہوتے ہیں کسی کے ظاہری خلیے پر تنقید کرنے والے، مجھے مزید درد مت دیں گل جان۔ چلتی ہوں "آج وہ تمام تر اداسی کے بھی کچھ دیر فرار چاہتی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

جہاں آرا بھی دکھی سا تاثر دیتیں لا جواب ہو گئیں اور نظریں باہر جاتی جدوہ اور نوری پر تھیں جو اسے باہر گاڑی تک سی آف کرنے روزیو نہی آتی تھی۔

"آپ گل جان کی بات کا اثر مت لیا کریں۔ یہاں دیکھیں یہ میں نے آپکا لچ باکس بنا دیا ہے یاد سے کھا لیجئے گا۔ اور بلکل اداس مت ہوں" نوری واقعی اس ٹوٹی پھوٹی جدوہ کے زندہ ہونے کا وسیلہ تھی۔

جدوہ کا دل تو اس دنیا سے رخصت ہو جانے کا چاہتا تھا مگر پھر آمن کے اس دنیا میں ہونے کی امید اسے اس سے روک لیتی تھی۔

جدوہ نے سر ہلائے اسے یقین دلایا اور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولے بیٹھ گئی۔

اسکے علاوہ بھی جدوہ کے کئی غم تھے۔ ماں کے مرتے ہی باپ نے بھی بیٹی کو دادی کی جھولی میں ڈال کر سڈنی کی راہ پکڑ لی اور وہ آج تک واپس نہیں لوٹے تھے۔

کبھی کبھار فون کر لیتے تو جدوہ کے ہونٹوں سے واپسی کا تقاضا سن کر برہمی سے کال کاٹ دیتے تھے۔

پھر رفتہ رفتہ جدوہ نے ہر تقاضا ختم کر کے خود کو ویسا ہی ڈھال لیا جیسا سب اس سے چاہتے تھے۔

وہ سانس تو لیتی تھی مگر وہ زندگی سے دور تھی۔

تین سال پہلے اس پہلے سے بے جان جدوہ مبین کو کسی کی جھلک نے مزید بے حال کر دیا۔

وہ ایک ہی یونی کے دو استاد تھے۔

Posted on Kitab Nagri

گویا آمن سکندر شاہ کا اس یونی میں آنا وہاں کے انچارج کی بہت ریکویسٹ کے بعد ممکن ہوا تھا کیونکہ وہ ایک جانا پہنچانا مصور تھا اور ایک دنیا اسکی مداح اور اسیر تھی۔

انہی اسیروں میں ایک تھی جذوہ مبین، جو خود آمن سکندر شاہ کے لیے ایک ضروری قیدی تھی۔

بیس سال پہلے کھیلے جانے والے کھیل کا آخری مرحلہ تھی اور قدرت نے بھی اس معاملے میں آمن سکندر شاہ کی اک عجب اور نئی جنون خیز دیوانگی اس نازک نڈھال سی جذوہ کے دل میں اتار دی۔

گو وہ کبھی ملے نہیں تھے مگر جذوہ اسے دیکھ کر ہی جینے لگی تھی، پھر نوری کے ذریعے اسکے فن پاروں کو خود تک لانے کا یہ سلسلہ وہ پگلی شروع تو کر بیٹھی مگر اسے مصلحت کے طور پر نہ پھر آمن نے روکا نہ بیچ میں منقطع کیا۔

کسی کی دیوانگی قطرہ قطرہ آمن تک پہنچتی رہی اور اس شخص کے اندر آگ بھی ویسی ہی شدت سے سلگتی رہی۔

جذوہ کے لیے وہ اسکی آنکھوں کا نور، دل کا قرار اور اسکے وجود اور سانس کی برقراری کی واحد وجہ بن چکا تھا اور یہی امیر آمن سکندر شاہ کی جیت تھی۔

ہر بار جذوہ کے گم ہوتے آنچل کا کنارہ دیکھ کر آمن اپنی جیت کا مزہ چکھتا، جب وہ چھپ چھپ کر اسے دیکھتی تو آمن بھی بنا دیکھے اسکی موجودگی پر دل کی آگ کو تسکین دیتا تھا۔

لیکن اب وقت آچکا تھا کہ بیس سال پہلے شروع ہونے والی کہانی کا انجام اب آمن سکندر شاہ لکھتا، اور اسے حرف بہ حرف سچ کرتا۔

Posted on Kitab Nagri

☆☆☆☆☆☆

"آج آمن آرہا ہے اور تم آج بھی مجھے اس منحوس سائٹ پے لے آئے ہو، مجھے جلدی جانا ہے اور تم جانتے ہو کہ میں اپنی مرضی کی مالک ہوں" معاز کچھ سائیڈ پر کھڑا دو انجینئرز کو کچھ ہدایت دے رہا تھا جب عائکہ نے سخت کوفت زدہ تڑختے انداز میں گاڑی پر پھیلائے میپ کو زبردست طریقے سے فولڈ کرتے ہوئے وہیں دے مارا۔

معاز نے ایک افسوس سے بھری نظر عائکہ پر ڈالی اور ان دو آدمیوں کی طرف مڑا۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ جائیں، سارا کام دیکھ لیں" معاز نے دونوں انجینئرز کو فارغ کر کے گاڑی پر رکھا اپنا کوٹ ڈال کر اپنی تمام تر توجہ اس شدید برہم عائکہ کی سمت مبذول کی۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی عائکہ، آدوہاں بیٹھو" معاز کا انداز اور لہجہ بے حد نرم تھا اور وہ واقعی بہت دھیمے مزاج کا تھا، سب کا درد اپنے دل میں محسوس کرنے والا معاز شاہ اس تیکھی ظالم عائکہ کا اسیر تھا مگر بد قسمتی سے وہ تین سال پہلے ہی آمن کے نکاح میں آچکی تھی۔

محبت کی ایسی ہار نے اس پہلے سے عاجز معاز کو مزید بو جھل بنا دیا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

شاید ان دونوں بھائیوں میں ایک چیز مشترک تھی وہ تھارحم دلی کا وجود جو معاز کا تو ویسا قائم تھا مگر آمن سکندر نے اسے قدرے دبا دیا تھا۔

آمن نے یہ نکاح مخض دادا جان کے کہنے پر کیا تھا ورنہ اسے عائلہ دیکھنے کی حد تک بھی گورانہ تھی نہ وہ ان تین سالوں میں اسے اپنے قریب آنے دے سکا تھا، اس کے لیے اگر اسکی زندگی کا کوئی مقصد تھا تو وہ صرف بدلا تھا۔ معاز نے اداسی کے سنگ مضبوط انداز اپنا کر عائلہ کو کچھ دور بنی ریلنگ اور پیٹنج تک جانے کا کہا مگر وہ معاز کے ہاتھ سے ہنوز برہمی سے اپنی بازو چھڑوا کر ڈٹ چکی تھی۔

یعنی جو کہنا تھا اسے وہیں کہا جائے۔

"کتنی بار کہا ہے اپنے یہ ترسے ہوئے جذبات قابو میں رکھا کرو، میں تمہاری نہیں تمہارے بھائی کی بیوی ہوں" معاز کا تو یہ بات سن کر حیرت سے برا حال تھا جو اس لڑکی کی سوچ پر اب رنجیدہ ہوا۔

وہ ایسی ہی تھی، ماں باپ کی اکلوتی اور بگھڑی اوپر سے دادا کی نور نظر جنگو عائلہ کی خوشی کے آگے کسی کی خوشی دیکھائی نہیں دیتی تھی۔

www.kitabnagri.com

"میرا ایسا کوئی ترسا ہوا جذبہ نہیں ہے تم اپنی زبان لگام میں رکھا کرو۔ بھلے تم رشتے میں بڑی سہی لیکن میں تم سے عمر میں بڑا ہوں لہذا تمیز کا دامن چھوڑنے کی دوبارہ غلطی مت کرنا۔ تمہاری سوچ دیکھ کر مجھے افسوس ہوتا ہے" معاز کا غصہ بھی حد درجہ ضبط کے باہر نکل کر عائلہ کو تھوڑا مدھم کر ہی گیا تھا، جواب اسکی کسی بھی برہمی سے بے نیاز ہاتھ باندھ کر سامنے بنی سنسان سی جھیل پر نظریں جما چکی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"اچھا اب تقریر سنانے مت بیٹھ جانا، جو کہنا ہے جلدی کہو" عائکہ اسکی اچھٹی افسوس زدہ نگاہوں سے عاجز آکر پھر سے اسے جان سے اتارنے کے انداز میں بولی جس پر معاز نے بھی اپنی بے دلی کو زائل کیا اور متوجہ ہوا۔

"دیکھو عائکہ یہ تمہارے پاس آخری موقع ہے، لالہ کو اس ظلم سے بچالو۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ یہ اقدام ہم سب کو خون کے آنسو رلائے گا۔ میں نہ لالہ کو درندہ بننے دیکھ سکتا ہوں ناں تم کو تکلیف میں دیکھنے کی ہمت ہے۔ ایسا بدلا کس کام کا جو ہمیں بھی انسانیت کے درجے سے گرا دے گا" معاز کی ان پتھروں کو پگھلانے کی کوششیں پچھلے تین سال سے جاری تھیں مگر اسکی یہ نیک نصیحتیں اسکا اپنا بھائی نہیں سنتا تھا تو اور کسی نے کیا سنی تھی۔

عائکہ اسکے دھیمے لہجے اور تاسف زدہ گزارش پر خونخوار ہو کر اسے گھور چکی تھی۔

"تم ناں، پتا نہیں کہاں سے شاہ حویلی میں پیدا ہو گئے تھے۔ تمہیں ایک خیراتی ادارے اور رحم دل انجیو کا ہیڈ ہونا چاہیے تھا۔ تم ان بے رحموں کے لیے پچھلے تین سال سے سب کو قائل کرتے کرتے تھکے نہیں؟ آخر تمہیں ان پر رحم کیوں آتا ہے۔ کہیں وہ لڑکی تمہاری نظر میں تو نہیں ہے کہ یہ فریضہ آمن کی جگہ تمہیں کیوں نہیں دیا گیا" عائکہ نے آج یوں اچانک پھنکارتے ہوئے یہ بات کہہ کر خود معاز کو پہلی بار غصہ دلایا تھا اور اس نے بمشکل اپنا ہاتھ اس لڑکی پر اٹھنے سے روکا تھا۔

ضبط کے مارے معاز کی آنکھیں سرخ تھیں وہ سختی سے ہونٹ بھیج کر رخ پھیر گیا تھا۔

بدلے کی آگ نے ان سب کو بھی پتھر دل بنا دیا تھا مگر معاز چاہ کر بھی بے رحم نہ بن پایا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"جسٹ شٹ اپ عائلہ، تمہاری سوچ ایسی گری ہوئی ہوگی مجھے یہی امید تھی۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ لالہ تمہارے کبھی نہیں ہوں گے، اور اس سب کے بعد جب تم خود انھیں ایک دوسری لڑکی کا ہونے دے رہی ہو پھر تو بھول ہی جانا۔ سوچو وہ اس لڑکی کے قریب جائیں گے، تمہیں کچھ نہیں ہوتا یہ امیجن کر کے۔ میری تو روح کانپ جاتی ہے یہ سوچ کر، میں آج کے بعد کسی کو کچھ نہیں کہوں گا لیکن تب جب تم لوگوں کی آنکھیں خون بہائیں گی تو معاز کہیں نہیں ملے گا۔ چلی جاو گھر مجھے ویسے بھی یہاں تمہاری کوئی ضرورت نہیں" ایک ایک لفظ غصے سے وہ ہونق زدہ سی عائلہ کی آنکھوں میں جھانک کر جتاتے ہی بہت دلبرداشتہ انداز میں گاڑی سے میپ اور لیپ ٹاپ اٹھائے بلڈنگ کی سمت چلا گیا مگر عائلہ ضرور پتھر بن گئی تھی۔

کچھ دیر وہ معاز کے کہے لفظ اپنے دل و دماغ پر کوڑے کی طرح بجتے محسوس کرتی رہی مگر پھر سڑک پار کام میں لگن ہو کر سنجیدگی سے ورکرز کے ساتھ کھڑے معاز کو ناپسندیدگی سے دیکھتی ہوئی گاڑی کی طرف بڑھی اور پوری شدت سے کھول کر اندر جا بیٹھی۔

"یہ صرف مجھے بے چین کرنا چاہتا ہے، اس جل ککڑے سے میری خوشی دیکھی ہی نہیں جاتی۔ یہ تو چاہتا ہی یہی ہے کہ آمن مجھے چھوڑ دے اور میں اسکی جھولی میں آگروں۔ نہیں آمن میرا ہے تو اس پر پہلا حق بھی میرا ہے۔ آج مجھے یہ قصہ ختم کرنا ہی ہوگا، آج امیر آمن سکندر شاہ کو میرا ہونا ہوگا" شدید بے چینی اور تذبذب کا شکار ہو کر وہ معاز کو کوستی ہوئی ایک نیا فیصلہ لینے کے بعد گاڑی اسٹارٹ کر چکی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"آج آمن سر نہیں آئے، مے بھی وہ کچھ دن نہ آئیں۔ شاید اگلے ہفتے انکی کوئی ایگزیمینیشن ہے" جذوہ کے کان میں یہ آواز صبح ہی پڑھ گئی تھی گویا اس نڈھال سی لڑکی کو آمن کی غیر حاضری کی اشد ضرورت تھی۔ وہ خود اب کچھ دن آمن سے دوری چاہتی تھی۔

آج صبح جس طرح گل جان نے آمن کے خلاف سب کچھ کہا تھا وہ جذوہ کو پورے دن تکلیف دیتا رہا تھا۔ وہ بلاشبہ اس یونی کی سب سے پیاری اردو ادب کی لیکچرار تھی مگر آج بجھاپن اسکی سبز آنکھوں کی چمک اور راعنائی چھین کر لے گیا تھا۔

آج اس نے اپنی چاروں کلاسز پوری توجہ سے لی تھیں اور نوری کا دیا لنچ باکس بھی تھوڑا سا کھایا تھا کیونکہ اس نے جذوہ کے فیورٹ کوفتے اور روٹی بنائی تھی جو جذوہ تمام بے دلی کے بھی تھوڑا کھا گئی تھی۔

www.kitabnagri.com

واپسی پر اس نے یونہی ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا کہا تو وہ کچھ دیر سنسان سی سڑک کے پاس بنی دیوار پر جا بیٹھی۔

اسے یوں خاموشی سے کسی ویران جگہ بیٹھ کر اپنی زندگی پر نظر ڈالنے کا موقع مل جایا کرتا تھا، وہ دادی جان کی کہی باتوں پر بہت ہرٹ تھی۔

Posted on Kitab Nagri

اسکے گالوں پر تمام بجھاؤ کے بھی سرخی اتر رہی تھی، وہی سرخی جو اس ابر آلود موسم میں بادلوں سے بھرے آسمان سے کسی کنارے کی اوٹ سے نکلتے سورج کے باعث ہر سو پھیل رہی تھی۔

"اللہ آپ میرے دل کی کیفیت سے باخبر ہیں، وہ اتنا برا ہو کر بھی میری آنکھوں کا نور ہے۔ وہ بھٹکا ہوا ہو کر بھی میرے دل میں دھڑکتا ہے مولا، مجھے اب آپ سے ہی امید ہے۔ میرے لیے اس مشکل کی خلاصی کر دیجئے، مجھے آمن دے دیجئے" دور دور کوئی ذی روح نہ تھا اور ڈھلتی شام کی تاریکی میں یوں لگ رہا تھا کہ رب اس نڈھال سی جذوہ کو بہت قریب سے سن رہا تھا۔

آسمان پر پھیلے بادلوں کی اوٹ سے وہ جذوہ کی دعائیں سن اور اسکا درد دیکھ رہا تھا۔ وہ تو بری نہیں تھی، نہ بھٹکی تھی۔

پانچ وقت نماز ادا کرنے والی وہ مدھم سی رحم دل جذوہ اگر تھی تو بس بے قرار تھی۔

جیسے اسکے اندر ہر چیز کے ہوتے ہوئے بھی اک کاٹ سی تھی۔

www.kitabnagri.com

جیسے کوئی کرب اسکا کلیجہ کھا رہا ہو۔

بات بے بات ان سبز یا قوتی آنکھوں میں سیل رواں جمع ہونے لگتا تو کناروں تک آکر بہہ کر رہائی پا جاتا۔

دل کے انگ انگ میں رکی سانس بھی آخر کار تھکی ہی سہی پر نکل کر آزاد ہو جاتی تھی۔

سب آزاد تھے مگر پھر جذوہ مبین کیوں قیدی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

فون کی بہت نازک سی ٹون پر جذوہ اپنے بکھرے خیالات سمیٹے اپنے بیگ سے فون نکال کر دیکھتے ہی پتھر ہوئی تھی۔

بابا کی کال، بابا لکھا دیکھ کر ایک بار پھر جذوہ کے دل میں ٹھیس اٹھی تھی۔

"جذوہ، کیسی ہو میری جان" وہ ٹوٹا پھوٹا شخص اب تو یکسر الگ تھا، نہ چہرے پر خوف نہ ڈر۔

بلکہ اب تو ایک سختی اور اعتماد نے اسکے گلابی مانل حسن کو دہکار کھا تھا۔

جذوہ اس آواز پر کہنا چاہتی تھی کہ وہ انکو یاد کرتے کرتے مر گئی ہے، انکا لمس پانے کو ترستی ہے مگر یہ کہنا تو اس نے مدت پہلے چھوڑ دیا تھا۔

اس باپ نے بھی بس خواب کی وجہ سے بیٹی کی خیریت پوچھنے کی زحمت اٹھالی تھی ورنہ وہ شخص بس سفاک تھا۔

"ٹھیک ہوں، خوش ہوں، ایک پرفیکٹ زندگی جی رہی ہوں۔ بہت سکون میں ہوں کسی کو یاد نہیں کرتی اور خود

سے محبت کرنا سیکھ گئی ہوں" اتنے سارے جھوٹ وہ ایک ساتھ بس اسی وقت بولتی تھی جب وہ اندر سے پور پور

زخمی ہوتی تھی، دوسری طرف بھی لمحے بھر کو چہرے پر درد اٹھتا تھا۔

"یہاں آ جا میرے پاس، ضد چھوڑ دو" وہ شخص بھی کچھ پل ہار گیا تو جذوہ نے اپنی آنکھوں کو بہنے سے ہر ممکن

حد تک روکا۔

Posted on Kitab Nagri

"آپ نے میرے لیے اپنی ضد نہیں چھوڑی تو میں کیوں چھوڑوں، آپ اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ خوش رہیں بابا میں بھی بہت خوش ہوں" یہ تو وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ خوشی سے وہ سب ہی ایک عمر سے بیگانے ہیں۔ وہ شخص اپنے کیے بد فعل کی وجہ سے یہاں آنے کا سوچتا بھی نہیں تھا مگر جذوہ کے لیے بھی وہ ایک بے رحم اور مطلبی باپ تھا۔

پر جیسا بھی تھا وہ انکے لیے بہت تڑپی تھی، بہت روئی تھی اور اب جب وہ ستائیس سال کی ہو گئی تھی اب تو درد ناسور بن کر جذوہ کی رگوں میں بہتا تھا۔

"خوش رہو، گل جان کو کہا ہے تمہاری شادی کر کے میرے پاس آجائیں" یعنی یہ بے رحم شخص اس سے یہ آخری سہارا بھی لینا چاہتا تھا، اب اسے سمجھ آئی تھی کہ صبح گل جان اتنی برہم کیوں تھیں۔

ظاہر ہے جذوہ کی وجہ سے وہ اپنے اکلوتے بیٹے سے دور تھیں یہ تو فطری تھا، جذوہ کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔

"جی، جلد آپ کو گل جان بھی دے دوں گی" جذوہ نے بہت مشکل سے اپنی سسکتی درد بھری آہ روکی اور فون بند کیے رو پڑی۔

دوسری طرف حکمت مبین پاشا کی آنکھوں میں بھی جلن دیتی زردی ابھر چکی تھی۔

کتنی ہی دیر جذوہ اپنے انمول آنسو یو نہی سڑک کنارے بیٹھ کر بے مول کرتی رہی اور کافی دیر بعد جب وہ خود کو سنبھالنے کے قابل ہوئی تو گاڑی کی طرف مڑ گئی۔

Posted on Kitab Nagri



"اچھا کیا تم آگئے، اس بار چار ماہ بعد آئے ہو۔ بہت مس کیا ہم نے اپنے بچے کو" مہناز کے لیے تو عائکہ، معاز اور آمن تینوں ہی اپنے بچوں جیسے تھے اور وہ بھی معاز کی طرح تھوڑی رحم دل تھیں مگر اس بدلے کے معاملے میں وہ بھی رئیس خالق شاہ جیسے سخت جذبات رکھتی تھیں۔

گرے سوٹ پر سیاہ واسٹک پہنے بالوں اور داڑھی کا وہی الجھا بکھرا انداز جو اس منتشر ذات والے پر پی بھلا لگتا تھا، مہناز کی ایسی محبت پے آمن نے بہت لی دی مسکان دی اور ان سے چائے کا کپ لیے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ ویسا ہی پتھر بنا بیٹھا تھا۔

ساتھ ہی خالق شاہ بھی کسی گہری جانچتی نگاہوں سے آمن کے چہرے پر پھیلی اطمینان کی لہر دیکھ رہے تھے۔

"ابھی بھی نہ آتا، مجبوراً آنا پڑا۔ آپ جانتی ہیں میں اپنا کام اور مقصد دونوں کے لیے لا پرواہی برتنے کے حق میں نہیں ہوں" آمن کے لہجے کی سرد مہری خالق شاہ اور مہناز دونوں کو ایک پل کے لیے سخت سنجیدہ کر گئی تھی۔

وہ وقت کے ساتھ ساتھ ایک ربورٹ بن گیا تھا جس کا اندازہ صرف لاونچ کی دوسری طرف کھڑے معاز کو تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"اوہ یہاں تو بڑے لوگ آئے ہیں، ہیلو ہنڈ سم" عائکہ کی یہ بے تکلفی نہ ہی وہاں کسی کو بھاتی تھی نہ آمن کے بے زار تاثرات دیکھ کر بھاسکتی تھی۔

عائکہ فوراً سے پہلے آمن کے ساتھ اسکی بازو تھامے جا بیٹھی مگر وہ نہایت چبھتے تاثرات کے ساتھ کپ سامنے دھرے اسکی بازو جھٹکے اٹھ کھڑا ہوا جسکا نوٹس سب نے لیا۔

خود عائکہ کا دل جل کر خاک ہوا تھا۔

"تھک گیا ہوں، آرام کرنا چاہتا ہوں۔ صبح ناشتے پے ملاقات ہوتی ہے" اپنی قمیص کا پلو جھاڑ کر سخت مغرورانہ انداز میں کہہ کر وہ اپنے تمام تر سحر کے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور خالق شاہ کے ساتھ ساتھ مہناز نے بھی عائکہ کا ضبط کیا غصہ دیکھ کر شدید جنجھلاہٹ میں ایک دوسرے کی سمت دیکھا جو پھٹ پڑنے کی حد تک غصے سے پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ دونوں ضرور کسی تشویش میں مبتلا تھے۔

آمن جو اپنے ہی دھیان میں اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا اچانک معاز کے آگے آجانے پر رکا، یہ واحد شخص تھا جسے دیکھ کر آمن پہلی بار مسکرایا اور اگلے ہی لمحے معاز کو سینے سے لگا گیا۔

"مس یولالہ، کیسے ہیں آپ" معاز کی بھی جیسے اس گرفت کو پانے کے لیے جان جا رہی تھی، آمن نے ایک ٹھنڈی سی مسکان دے کر اپنے دل جلے ہونے کا ثبوت دیا اور اسے ساتھ لیے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

فون، والٹ اور گاڑی کی چابیاں میز پر دھرے وہ پھر سے رخ موڑے معاز پر اپنی نرم نگاہیں مرکوز کر گیا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

معار کے چہرے کی خوبصورتی تو اخیر رتھی مگر اس سے حد درجہ وہ خوب سیرت تھا، آمن اسکے سوال کو ہنوز نظر انداز کیے اسکا چہرہ تھپکائے روبرو ہوا۔

"یہ سوال کسی جواب کے مستحق نہیں ہوتے معاز، چھوڑو۔ کیا ہوا ہے تمہیں، ایسے پریشان حال کیوں ہو۔ جانتے ہونا اس دنیا میں آمن سکندر کے قریب اگر کوئی ہے تو وہ تم ہو، یوں ایسے بجھے چہرے کے ساتھ خوش آمدید کب تک کہو گے" اب کی بار آمن خود تلخی اور دلخراشی میں لپٹا سراپا سوال تھا، معاز نے ایک نظر اپنے بھائی پر ڈالی۔

وہ اس فیملی کا سب سے لاڈلہ اور رگ جان سا آمن وقت کے ستم کے آگے ایک الجھا مصور بن کر رہ گیا تھا، ایک پتھر ایک و ہشت ناک درندہ۔

معار نے ایک دل کو سلگاتی جھرجھری لی اور بنا کچھ کہے ایک بار پھر آمن کے سینے سے لگ گیا۔

ایک دلسوز مسکان آمن کے چہرے پر بھی تباہی لے آئی تھی وہ جانتا تھا کہ یہ معاز کا اسے ظلم سے روکنے کا طریقہ تھا۔

www.kitabnagri.com

"لالہ میں جانتا ہوں یہ بدلا ہم پر فرض ہے لیکن اس میں اس معصوم کا کیا قصور ہے، اور میں بھی جانتا ہوں کہ آپ یہ کرتے ہوئے سو بار لڑکھڑائیں گے۔ بھائی یہ حرام عمل ہے خدا کے لیے" معاز نے بھی گویا آج آخری بار سب سے ہی التجاء کر دی تھی جس پر آمن نے برہم سی سنجیدگی سے اسے پکڑے اپنے سامنے کیا جو آمن کے سامنے بالکل کسی بچے کی طرح سوال کر رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"میں یہ بدلا نہیں چھوڑ سکتا، کسی صورت نہیں اور اب جب میں اپنی جیت کے بے حد قریب ہوں۔ تم نے اگر کوئی اور بات کہنی ہے تو ٹھیک ورنہ تم جاو" آمن یک دم ہی پھر سا گیا اور کچھ دیر دونوں چہروں پر تلخی رہی اور پھر معاز اپنے سوال کی گھٹھری اٹھائے کمرے سے نکل گیا۔

آمن کے چہرے پر بھی اندھیرے کا راج گہرا ہوا، پورے وجود میں چیونٹیوں کی لوٹ کھسوٹ سی جلن ابھری۔

یک دم ہی اس ناقابل شکست سے آمن سکندر شاہ کے چہرے پر اک شکست خوردہ سارنگ پھیل گیا۔
"اک ان چاہے جبر اور تکلیف میں اپنی ساری عمر اور اپنا جسم تھکانے کے بعد بھی آپکے دل پر ہمیشہ میرے لیے محبت کی دستک رہے گی۔ آپکا جسم بھلے کسی بھی پناہ میں ہو مگر دل ہمیشہ میری محبت کی پیروی کرے گا۔
آپ منافق اور درندہ صفت دلوں میں رہنا سیکھ گئی ہیں تب ہی مجھ سے محبت آپکی اذیت ہے۔

وہ تکلیف کے ناپسند لمس جو روز آپکی روح پر وار کرتے ہیں انہیں میری ضد، میری درندگی نہیں بلکہ مجھے ڈر ہے شاید میری محبت لگے گی" آج پہلی بار آمن کا دل بھی لڑکھڑایا تھا، فیصلہ بہت کٹھن تھا اور اسے خوف تھا اس بار وہ پھر سے ناکام نہ ہو جائے۔

Posted on Kitab Nagri

☆☆☆☆☆☆

"آپ یہاں ہیں، میں آپکو کب سے ڈھونڈ رہی ہوں" نوری گاڑھے نیلے کرتے کے نیچے پٹیا لہ شلوار پہنے گلے میں اپنا موتیوں والی لیس والا دوپٹہ دوبار رول کر کے لٹکاتی اپنی لمبی چوٹی کے ساتھ باہر لان میں آئی تو راہداری کے کچھ فاصلے پر بنی ڈھلوان پر جذوہ رات کی اس تاریکی میں پیوست ہو کر گھٹنوں پر ہاتھ باندھ کر ٹھوڑی اٹکائے بیٹھی تھی جب نوری کی فکر سے ہلکان ہانک پر اپنے خیالوں سے باہر آئی۔

جذوہ نے دھیمی سی مسکان سجا کر اسے وہیں بلایا تو نوری بھی ویسی ہی ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

"کیوں ڈھونڈتی رہتی ہو مجھے، بولو کیا ہوا" جذوہ کی آواز حد درجہ مدہم تھی، وہ یونہی لان میں لگے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔

یہ پھول بھی جذوہ سے زیادہ خوش قسمت اور سکھی تھے جو اپنی مرضی سے کھل اور مرجھا تو سکتے تھے مگر ایسا کوئی اختیار جذوہ کے پاس نہیں تھا۔

نوری کے بیٹھتے ہی جذوہ نے اپنا سرا سکہ کندھے پر ٹکادیا گویا بہت تھک گئی ہو۔

خود نوری یوں جذوہ کے اسکہ کندھے پر سر رکھنے سے بہت پیارا مسکرائی۔

Posted on Kitab Nagri

"آپ دیکھائی نہیں دیتیں تو فکر ہوتی ہے، آپیا وہ بہرام آج صبح سے میرا فون نہیں اٹھا رہے" نوری جو جذوہ کی اداسی سمیٹ لیتی تھی ساتھ اپنے دل کی فکریں بھی بلا جھجک کہہ دیتی تھی۔

جذوہ نے نظریں گما کر نوری کے ہلکان چہرے پر ڈالیں تو اسکی فکر پر دل سے مسکرائی۔

"پاگل، اتنی سی بات پے کوئی ایسا منہ بناتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ مصروف ہو، اگر اتنی ہی اپنے پیما کی یاد آرہی ہے تو مل آتی ناں" جذوہ تو بہت پیار سے نارمل انداز لیے بولی مگر نوری کے چہرے پر صاف صاف پریشانی درج تھی۔

آج یہ پہلی بار ہوا تھا کہ اس پے جان چھڑکنے والا بہرام اسکی کال نہیں لے رہا تھا، شاید وہ بچارا ابھی تک صدمے میں ہی غرق تھا

"آپیا مجھے عجیب سے ہول اٹھ رہے ہیں پتا نہیں کیوں۔ میں گئی تھی دنکو مگر مالی بابا نے کہا کہ آمن صاحب گھر نہیں ہیں اور بہرام کا بھی انکو کچھ پتا نہیں تھا" اب کی بار نوری کے لہجے کا لرزا خود جذوہ کو بھی فکر میں مبتلا کر گیا اور وہ فوراً کندھے سے سر اٹھائے افسردہ سی نوری کو دیکھ کر کسی سوچ میں تھی۔

www.kitabnagri.com

"اچھا، ہو سکتا ہے وہ آمن کے ساتھ ہی کہیں گیا ہو۔ خیر چھوڑو پریشان نہیں ہو" اب تو جذوہ نے بھی دل میں عجب سی بے چینی سرایت کرتی محسوس کی تھی، نوری بھی ہنوز بو جھل سی اب لان میں لگی گھاس کھینچے جا رہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"تم نے پھول کا پودا دیکھا؟" کچھ دیروہ دونوں چپ رہیں مگر پھر بے تابی نے اس نڈھال جذوہ کے ہونٹوں کو حرکت دی، نوری نے جذوہ کی سمت دیکھ کر فوری سر ہلایا۔

"لیکن اسکے پتے مر جھاگئے ہیں، میں نے مالی بابا کو کہا کہ اس پودے کو کیا ہوا تو وہ کہنے لگے اسے آمن بابا نے پانی دینے سے منع کیا ہے" نوری یہ بتا کر جذوہ کو دکھ نہیں دینا چاہتی تھی مگر وہ کبھی بھی جذوہ سے کچھ نہیں چھپاتی تھی۔

جذوہ کی آنکھیں ناجانے کیوں نم ہوئیں تو نوری اسکا ہاتھ پکڑے رنجیدہ سی اسکی سمت رخ پھیر گئی۔

"کہا تھا ناں نوری، وہ پھولوں سے نفرت کرتا ہے۔ لیکن اسکی ساری نفرت ایک ہی معصوم پھول پر اترنا میری سمجھ سے باہر ہے۔ اب میں کوئی پھول نہیں بجھواؤں گی نوری، آمن کی ساری پینٹنگز اسے واپس کر دوں گی۔ گل جان ٹھیک کہتی ہیں کہ میں سدھر جاؤں، نوری میری بات یاد رکھنا کہ میں اگر مر گئی تو آمن کو اسکی امانت دے دینا۔ جذوہ کے لیے اگر آمن نہیں ہے تو جذوہ بھی اس دنیا کے لیے نہیں ہے۔ نوری دعا کرو میری زندگی ختم ہو جائے" آج جذوہ روئی نہیں تھی مگر وہ سچ میں اس زندگی سے چھٹکارہ چاہتی تھی۔

نوری نے شاکی دردناک نگاہوں سے جذوہ کی یہ بے رحمی دیکھی اور اپنی آنکھیں تر کر گئی۔

"میں انکو سب واپس کروں گی ساتھ ساتھ کہوں گی اسکے بدلے میری جذوہ آپیا کی زندگی لوٹا دیں" دلبرداشتہ سی نوری روتی ہوئی کہہ کر وہاں سے اٹھ کر بھاگ گئی اور جذوہ وہیں پتھر بن گئی۔

Posted on Kitab Nagri

"تم جیسے مافوق الفطرت

عشق و چاہ سے بے نیاز

بے کل مرد سے

مجھ سوا کون محبت کر سکتا ہے؟

کون تمہاری چاہت کے معیاروں پر

اپنی جاں ہلکان کرے اور پورا اترے

ہاں

وقت سے ہاری، چاک سے اتری، تن اور من سے پتی جذوہ

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

تمہارے دیدار کے 'کن' سے جی اٹھتی ہے

اور تمہارے خیال پہ جا کے جیسے

مر جاتی ہے "دل درد میں سیدھا سبھاو جاگزیں تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"اک بجھتے، پھڑ پھڑاتے شعلے کو کوئی کتنی زندگی دے گا۔ میرا مقدر تو جلنا ہے، جل جل کر خاک ہونا ہے" جدوہ کا سانس اوپر اور نیچے کا فاصلہ طے کر رہا تھا اور وہ بے آس سی ہو کر آسمان کی جانب نظریں اٹھائے اپنی آسانی مانگ رہی تھی۔

یہ آسانی آمن تھا یا جدوہ کی موت، یہ بہت جلد معلوم ہونے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

جاری ہے



اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

Posted on Kitab Nagri

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Digest

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

